اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون

موزانہ: ڈاکٹر عبدالغنی عبدالحمید محمود

مجلہ فقہ اسلامی کے سابقہ شمارہ میں، دشمنوں کی لاشوں کے احترام سے متعلق شریعت اسلامی کے احکام کا جائزہ ہم نے پیش کردیا۔اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام انسانی لاش کا مثلہ کرنے کی ممانعت کرتا ہے۔اگرکوئی انسانی لاش جو دشمن کے کسی علاقے میں جنگی کارروائیوں یا کسی علاقے پر قبضہ کرنے کے دوران رہ گئی ہو اس کے متعلق شریعت کے احکام' بین الاقوامی انسانی قانون کے احکام کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔فی الواقع انسانی لاشوں کو دفن کرنے' اس کو مقتول کے اپنے ملک لے جانے کے لئے اس ملک کے انتظامات میں آسانی پیدا کرنے یا اس کے اپنے عزیز و اقارب کے اس کی قبر کی زیارت کرنے سے متعلق بین الاقوامی انسانی قانون کے احکام شریعت اسلامی کے احکام کے ساتھ کوئی تعارض نہیں رکھتا ہے۔شرط یہ ہے کہ جنگ میں شریک ہر جانب کے فریق ان احکامات کی پیروی کرتے ہوں۔مردوں کو دفن کرنے اور ان کا مثلہ نہ کرنے سے متعلق شرعی احکام کی اساس خود رسول کریم ﷺ کی فعلی سنت ہے۔جہاں تک دوسرے امور ہیں۔ان کے متعلق قرآن کریم یا سنت نبوی ﷺ میں کوئی نص وارد نہیں ہے۔شریعت اسلامی کی روح' اس کے عام قواعد اور مقاصد میں اس کا جواز موجود ہے۔ بلکہ مصلحت عامہ' معاملہ بالمثل اور جنیوا معاہدات جن پر اسلامی ملکوں نے دستخط کئے ہیں کے حوالے سے یہ ایک شرعی فرض بن گیا ہے کیونکہ اس قانون میں جو احکام موجود ہیں وہ شریعت اسلامی میں موجود انسانیت کے احترام کو ثابت کرتے ہیں۔

بین الاقوامی انسانی قانون اور اسلامی شریعت کے مطابق عام شہریوں اور ان کی زندگی کی ضروریات کی حفاظت۔

مبحث اول: بین الاقوامی انسانی قانون اور اسلامی شریعت کے مطابق شہریوں کی حفاظت۔

(۱) بین الاقوامی انسانی قانون میں شہریوں کے حفاظت

(۲) اسلامی شریعت میں شہریوں کی حفاظت

مبحث دوم: بین الاقوامی قانون اورشریعت اسلامی میں شہریوں کی زندگی کی ضروریات کی حفاظت۔

مبحث اول: بین الاقوامی انسانی قانون اوراسلامی شریعت کے مطابق شہریوں کی حفاظت۔

(۱) : بین الاقوامی انسانی قانون میں عام شہریوں کی حفاظت۔

بین الاقوامی انسانی قانون جنگ کرنے والے فریقوں پر یہ لازم کرتا ہے کہ وہ جنگ کرنے والوں اورعام شہریوں میں فرق کرے۔(۱)عام شہریوں کی اصطلاح سے جنگ کرنے والے ممالک کے کسی بھی علاقے میں اسی طرح دشمن قبضہ میں آئے ہوئے علاقے میں رہائش پذیرشہری مراد ہیں۔لہذا شہری ہروہ شخص ہے جو جنگ نہیں کرتا اوراگر یہ مشکل پیدا ہوجائے کہ کوئی شخص شہری ہے یا جنگ کرنے والا فوجی تو یہ شہری تصور ہوگا۔(۲)اور یہ حفاظت صحافیوں امدادی کارروائی کرنے والوں اورشہریوں کے دفاع میں شریک ہونیوالے افراد کوبھی حاصل ہے۔(۳)

شہری جنگی کارروائیوں کے دوران پیدا ہونے والے خطرات سے دفاع یا دشمن پرحملہ کر کے اس کے کسی بھی علاقے میں جنگ سے دفاع کی خاطر ہرشہری ان قوانین سے استفادہ کرسکتا ہے۔جیسا کہ کسی بھی جانب کا کوئی بھی علاقہ خواہ بری ہو یا بحری یا فضائی دشمن کے قبضہ میں آجاتا ہے۔ان علاقوں کوغارت کرنا جائزنہیں ہے اوراس طرح رات کی تاریکی میں فوجی مراکز پرحملہ کے دوران متاثرہ شہریوں ان کے مال ومتاع کی بغیرکسی امتیاز کے حفاظت واجب ہے۔(۴)

ہرشہری کا اس کے رنگ نسل عقیدہ سیاسی وابستگی یاکسی قوم معاشرہ ذومیسائل معیشت کی طرف نسبت یاکسی اوروابستگی کے معیار وغیرہ کالحاظ کئے بغیر صرف انسانیت کی بنیادپراحترام واجب ہے۔(۵)اور ہرحالت میں اس کی عزت ازدواجی حقوق دینی عقائد عادات اوررسم ورواج کااحترام واجب ہے اور ہرحالت ہروقت اور ہرجگہ اس کے ساتھ انسانی سلوک کیا جائے گااوراس کے خلاف کوئی بھی کارروائی مکان توڑکرداخل ہونا کوئی چیزچھین لینایااس کی املاک کے خلاف کوئی بھی کارروائی جائزنہیں ہے۔(۶)

اورقابض حکومت پرواجب ہے کہ وہ وہاں کے شہریوں کومقبوضہ علاقے میں ان کی زندگی کی پوری ضروریات مثلاً پناہ گاہ کھانا لباس بچھانے کے لئے بچھونے دوااورعبادت کی ضرورت مہیاکرے۔(۷)اس طرح وہ علاقے جوکسی بھی جانب کے ماتحت ہوتے ہیں لیکن مقبوض علاقے نہیں ہوتے ان کے شہریوں کوبھی مذکورہ حقوق حاصل ہیں۔شہریوں میں امتیاز کئے بغیران کی ضرورت

مثلاً پناہ گاہ لباس، کھانا، بچھونا، طبی ضروریات وغیرہ کی ترسیل ضروری ہے۔(۸)

اور عام شہریوں کو بالعموم اور مریضوں، زخمیوں، بوڑھوں، حاملہ عورتوں، نومولود بچوں اور آفت رسیدہ افراد کو بالخصوص طبی سہولیات فراہم کرنا لازم ہے۔(۹)

اور جنگی اطراف پر یہ بھی لازم ہے کہ جو قیدی جنگی کارروائیوں کے دوران بکھر گئے ہیں ان کو حتی الامکان جمع کریں اور ہر جانب پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ انسانیت کی خدمت کے لئے امن وامان سے متعلق احکام کے نفاذ کے مطابق کام کرنے والے اور مخصوص تنظیموں کی کارروائیوں کی حوصلہ افزائی کرے۔(۱۰) اور تمام افراد جو کسی بھی جنگی جانب کے کسی علاقے یا کسی مقبوضہ علاقے میں مقیم ہیں ان کے خاندانوں کو ان کی ذاتی معلومات کی فراہمی اور ان کے حالات ان متاثرین کو پہنچانے کے انتظامات کرنا لازم ہے۔(۱۱)

اور بین بین الاقوامی انسانی قانون مسلح جنگ کے دوران عورت اور بچے کے احترام پر بہت زور دیتا ہے۔ اقوام متحدہ کی اقتصادی اور سماجی کونسل نے بھی اس کی بہت تائید کی اور جنرل اسمبلی سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ جنگ کے وقت عورت اور بچے کی احترام کے لئے ایک اعلان کو قانونی شکل دیں اور اسی مطالبہ کے پیش نظر، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۴ دسمبر ۱۹۷۴ء کو اعلان صادر کیا۔

بین الاقوامی انسانی قانون غیر ملکیوں کو بھی یہ حق فراہم کرتا ہے کہ کوئی غیر ملکی کسی بھی ملک میں مقیم ہو وہ جنگ چھڑتے وقت یا جنگ کے دوران اس ملک سے حفاظت کے ساتھ چلا جائے اور ضروری ہے کہ اس کا سفر امن وامان، صحت اور غذائی ضروریات کو پورا کرے۔

(۲) اسلامی شریعت اور شہریوں کی حفاظت۔

اسلامی شریعت میں جنگی کارروائیاں صرف ان لوگوں کے خلاف ہوگی جو جنگ پر قادر ہوتے ہیں اور جو فی الواقع کارروائیوں میں شریک ہوں یا جنگ ان کے مشوروں پر شروع ہوئی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن شہروں کا جنگ میں کوئی کردار نہ ہو، نہ فی الواقع جنگ میں شریک ہوں، نہ جنگ کی تدبیر کی ہو اور نہ جنگی پلان تیار کیا ہو وہ جنگ کرنے والے نہیں ہوں گے اور ان کے ساتھ جنگ کرنا جائز نہیں ہے اور جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ جنگ کرنے والے کے سوا کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔(۱۲) اور اس کے لئے دلیل اللہ تعالی کا یہ حکم ہے ''وقاتلوا في سبيل الله الذين يقتلوكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين ''(۱۳) اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں، تم بھی خدا کی راہ میں

ان سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا)۔

رسول کریم ﷺ نے عورتوں، بچوں، مذہبی لوگ جو جنگ سے الگ ہوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔اس پر بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ان میں سے ایک روایت احمد، مسلم، ابن ماجہ، ترمذی نے سلیمان بن بریدہ سے کی ہے جنہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔وہ فرماتے ہیں۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا......اللہ تعالی کے راستے میں جنگ کرو، جنہوں نے کفر کیا ہے ان کو قتل کرو، جنگ کرو لیکن خیانت مت کرو۔مثلہ مت کرو اور کسی نومولود کو قتل مت کرو۔(۱۴) اسی طرح ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ چھوٹے بچوں اور گرجا گھروں کے آدمیوں کو قتل مت کرو۔(۱۵) اور آپ ﷺ کا یہ قول جو کہ نسائی کے علاوہ باقی صحاح نے ابن عمرؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "رسول کریم ﷺ کے بعض غزوات میں ایک مقتول عورت پائی گئی تو رسول کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت فرمائی۔(۱۶)

آپ ﷺ نے ان لوگوں کے قتل کی ممانعت کی صرف اس لئے نہیں تھی کہ وہ بالفعل جنگ سے عاجز ہیں، لیکن اس لئے کہ وہ جنگ میں شریک نہیں ہوتے ہیں اور جن لوگوں کو جنگ میں قتل کردیا گیا وہ اس لئے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگی کارروائیوں میں شریک ہوئے تھے۔

اور جب ایسے لوگوں کے قتل کی ممانعت ہے جو جنگ پر تو قادر ہوتے ہیں لیکن جنگ نہیں کرتے یا مسلمانوں کے خلاف کسی جنگی کارروائی میں شریک نہیں ہوتے تو وہ لوگ جو مرض میں مبتلا ہوتے ہیں اور مرض نے انہیں معذور کردیا ہے تو بطریق اولی ان کا قتل جائز نہیں ہے۔مثلاً جس کے ہاتھ پاؤں شل ہوں، جذامی، دیوانہ، پاگل وغیرہ جنہیں جنگ پر قدرت ہی نہیں ہوتی (۱۷)

مذکورہ بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ شہری جو جنگی کارروائیوں میں شریک نہیں ہوتے خصوصاً عورتیں، بچے مذہبی لوگ، بوڑھے اور مریضوں کے خلاف فوجی کارروائی جائز نہیں ہے۔اس طرح اسلام قیدیوں کو ان کے اہل خاندان کے ساتھ اکٹھے رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔فقہاء نے کہا کہ ماں اور اس کے بچے یا باپ بیٹے یا دادی یا دادا، اسی طرح بھائی بہنوں اور ہر قریبی رشتہ دار مثلاً پھوپھی اور اس کے بھتیجے اور خالہ اور اس کے بھانجے بھانجی کے درمیان تفریق جائز نہیں ہے۔(۱۸)

اس طرح اسلام عورتوں کے حقوق کی بھی ضمانت دیتا ہے کہ کوئی بھی کارروائی یا بات جس سے اس کی

☆اعلم انك لست الوحيد فی البلاء فما سلم من الهم احد ومانجامن الشدة بشر.☆

عزت اور شرف میں خلل واقع ہوتا ہے جائز نہیں ہے۔حاملہ عورتوں' دودھ پلانے والیوں' خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو'اسلام کی رحیمانہ روح ان سب کو اپنے دامن رحمت میں شامل کرتی ہیں۔اس طرح اسلام شہریوں کی پناہ گاہ' کھانا'لباس اور طبی سہولیات کی بھی حمایت فراہم کرتا ہے۔

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون کے درمیان تقابلی جائزہ:

عورتیں' بچے'بوڑھے'مذہبی لوگ اور ملازم وغیرہ جو فوجی کارروائیوں میں شریک نہیں ہوتے'اسلام ان کے قتل کو حرام قرار دیتا ہے۔اس طرح اسلام مریض اور زخمی شہری خصوصاً مصیبت زدہ لوگوں کے حقوق کی بھی حفاظت کرتا ہے اور عورتوں کی عزت واحترام' بچوں اور ماؤں کے درمیان عدم تفریق کی مکمل ضمانت فراہم کرتا ہے۔اسلام اہل خاندان کی آپس میں علیحدگی مثلاً چھوٹے بچے'اس کی ماں'باپ'بہن' دادا و دادی سے جدائی کو حرام قرار دیتا ہے اور اسی طرح اسلام شہریوں کو ان کا کھانا' طبی ضروریات اور پناہ گاہوں وغیرہ کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔بین الاقوامی انسانی قانون بھی انہی حقوق کا اقرار کرتا ہے۔لہٰذا اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مبحث دوم: بین الاقوامی انسانی قانون اور اسلامی شریعت میں شہریوں کی اشیاء کی حفاظت:

ا۔بین الاقوامی انسانی قانون میں شہریوں کی اشیاء کی حفاظت:

شہریوں کی اشیاء سے مراد وہ اشیاء ہیں جو جنگی مقصد کے لئے استعمال نہیں ہوتیں مثلاً ہر وہ چیز جو جنگی کارروائیوں میں کوئی قابل ذکر حصہ ادا نہیں کرتی اور جس کی مکمل یا جزوی طور پر قبضہ کرنا یا ناکارہ بنانے سے کوئی خاص جنگی اہمیت کا فائدہ نہ ہو۔

بین الاقوامی انسانی قانون شہریوں کی حمایت 'احترام اور ان کے ساتھ انسانی سلوک کو اپنا مقصد تصور کرتا ہے۔اس لئے شہریوں کو جنگی حکمت عملی کے تحت بھوکے رکھنے کو منع کرتا ہے۔خواہ اس کا مقصداً اپنے مخالف فریق پر دباؤ ڈالنا ہو یا شہریوں کو مختلف اقسام 'حاصلات 'زراعت 'بھیڑ' بکریاں' زراعتی زمین یا وہ زمین جو چراہ گاہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے' پینے کے پانی یا آبپاشی کے تنصیبات وغیرہ پر حملہ اور ان کو تباہ کرنا ممنوع ہے کیونکہ اس کا مقصد شہریوں کو زندہ بچنے کے ذرائع سے محروم کرنا ہے۔ان تمام چیزوں کو انتقامی کارروائی کا نشانہ بھی نہیں بنایا جائے گا۔(۱۹)

۲۔شریعت اسلامی میں شہری ضروریات کی اشیاء کی حفاظت:

زرعی زمین' اس کی حاصلات' بھیڑ بکریاں اور غذائی اشیاء وغیرہ جو ضروریات زندگی ہیں' اسلامی شریعت کے مطابق کسی فوجی ضرورت کے بغیر ان کو تباہ کرنا جائز نہیں ہے' کیونکہ ان اشیاء کی تباہ کاری' خواہ اس کا مقصد لوگوں کو بھوکے رکھنا ہوتا کہ وہ اپنے علاقوں سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں' یہ کام عبث اور فساد فی الارض کے زمرے میں آتا ہے اور ضرورت کے بغیر اس طرح کرنے اور زمین پر فساد پھیلانے کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت کی ہے۔ارشاد ربانی ہے''ولا تعثوا في الارض مفسدين''۔(۲۰)(زمین میں فساد نہ کرتے پھرنا)۔فساد ایک ایسا وصف ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اور اس کو منافق کی نشانی قرار دیا ہے۔ارشاد ہے''واذا تولى سعى في الارض ليفسد فيها ويهلك الحرث والنسل والله لايحب الفساد'' (۲۱)(اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کر دے اور خدا فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا)۔اللہ تعالیٰ رب کریم نے اس بات کی خبر دی ہے کہ منافق کو صرف زمین پر فساد پھیلانے' فصلوں کو تباہ کرنے کی ہمت ہوتی ہے اور یہی چیزیں زراعت' میوہ جات اور نسل انسانی کی نشوونما کے ذرائع ہیں اور حیوانات جن کی بدولت انسانی زندگی قائم ہے' ان کے ذرائع معاش ہیں۔اللہ تعالیٰ ان اشیاء کی تباہ کاری اور تباہ کاریوں کو پسند نہیں فرماتا۔(۲۲)

ابوبکر صدیقؓ نے یزید بن ابی سفیان کو اپنی وصیت میں واضح طور پر فساد اور تخریب کاری سے منع فرمایا تھا۔یحییٰ بن سعدؒ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے شام کی طرف فوج روانہ کی اور ان کے ساتھ نکلے۔یزید بن ابی سفیان جو کہ اس فوج کے ایک حصے کے امیر تھے' ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔آپؓ نے ان سے کہا کہ آپ کو دس چیزوں کی وصیت کرتا ہوں۔عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کو ہرگز قتل نہ کرنا' کسی میوہ دار درخت کو ہرگز نہ کاٹنا' کسی عمارت کو ہرگز نہ گرانا' بکری اور اونٹ کو ہرگز زخمی نہ کرنا' الا یہ کہ ان کو خوراک کے لئے ذبح کیا جانا ہو' کھجور کو کبھی نہ جلانا اور پانی میں نہ ڈبونا' دھوکہ نہ کرنا اور بزدلی نہ دکھانا۔(۲۳)

بین الاقوامی انسانی قانون اور شریعت اسلامی کے درمیان تقابلی جائزہ:

بین الاقوامی انسانی قانون اور شریعت اسلامی آپس میں اس بات پر متفق ہیں کہ دشمن کو ڈرانے دھمکانے کی خاطر یا شہریوں کو ان کے علاقوں سے نکالنے کی غرض سے ان کے مال ومتاع کا ضیاع اور عمارتوں کی تخریب حرام ہے۔

بین الاقوامی انسانی قانون میں ثقافتی اشیاء اور عبادت گاہوں کی حفاظت:

ثقافتی اشیاء اور عبادت گاہیں، جو کہ شہریوں کی روحانی تسکین کے ذرائع ہیں، بین الاقوامی انسانی قانون نے اس کی اہمیت پر کافی توجہ دی ہے کیونکہ یہ چیزیں قوموں کی ثقافتی اور روحانی میراث ہوا کرتی ہیں۔ بلکہ یہ پوری انسانیت کی میراث ہوتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے وقت جب نازی فوج کے ہاتھوں ان اشیاء کی بربادی ہوئی تو یونیسکو نے ان ثقافتی اشیاء کی حفاظت کی خاطر معاہدہ کا ایک مسودہ تیار کرلیا جو ۱۴ مئی ۱۹۵۴ء کو ہیگ ڈپلومیٹک کانفرنس میں پاس ہوا اور بین الاقوامی انسانی قانون کی جنیوا ڈپلومیٹک کانفرنس میں ان ملکوں سے مطالبہ کیا گیا، جو ابھی تک اس معاہدہ میں شریک نہیں ہوئے تھے، کہ وہ اس معاہدہ میں شریک ہوں۔ (۲۴) اور اسی وقت ثقافتی اشیاء اور عبادت گاہوں کے تحفظ اور حمایت کے لئے پروٹوکول اول میں ایک دفعہ ۵۳ داخل کردی گئی۔ اس دفعہ ''کسی تاریخ آثار، فنی اعمال اور عبادت گاہیں، جو کہ قوموں کی روحانی اور ثقافتی میراث ہوتی ہیں، کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کی ممانعت کردی گئی ہے۔ اسی طرح اس دفعہ میں یہ بھی کہا گیا کہ ان اشیاء میں سے کسی چیز کو جنگی کاموں کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ انتقامی کارروائی کا نشانہ بنایا جائے گا۔ اسی طرح ہیگ معاہدہ ۱۹۵۴ء اور اس موضوع سے متعلق دوسرے بین الاقوامی معاہدات پر عمل درآمد کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اسلامی شریعت میں ثقافتی اشیاء اور عبادت گاہوں کی حمایت:

شریعت اسلامی میں ان اشیاء میں سے کسی بھی چیز کو حملوں کا نشانہ بنایا نہیں جائے گا اور نہ ان چیزوں کو جنگی کاموں میں لایا جائے گا اور نہ انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنایا جائیگا۔ کیونکہ ان کی بربادی ایک قسم کا فساد سمجھا جائے گا جس کی شریعت اسلامی میں ممانعت کی گئی ہے جس کا ذکر ہم پہلے کرچکے ہیں اور جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ نے یزید بن ابی سفیان کو اپنی وصیت میں فرمایا تھا کہ ''کسی عمارت کو ہرگز خراب نہ کرنا''، لفظ عام ہے، جو ان سب چیزوں کو شامل کرتا ہے۔ اس لئے شریعت اسلامی کی رو سے ان

چیزوں پر ظلم وزیادتی حرام ہے۔اسلامی فتوحات میں عمارتوں کا انہدام یا تخریب کاری نہیں تھی بلکہ وہ سراسر تعمیری نوعیت کی تھی۔اس کی بڑی دلیل مصر ہے۔جہاں ابھی تک فرعون اور قبطیوں کے آثار موجود ہیں اور جو بھی شہر اسلامی حکومت میں داخل ہوا ہے اس کی یہی شان رہی ہے اور ابوعبیدہؓ نے جب شام کو فتح کیا تو وہاں موجود چرچوں اور یہود کے معبدوں کو ان کے پیروکاروں کے لئے چھوڑ دیا۔(۲۵)

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون کے درمیان تقابلی جائزہ:

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون اس بات پر متفق ہیں کہ شہریوں کی ثقافتی ورثے کی اشیاء کی حفاظت ہو۔کیونکہ یہ چیزیں شہریوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہیں۔مزید براں ان کی حفاظت لازم اور ملزوم ہے۔ان اشیاء کی حفاظت وحمایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسانی مصلحتوں، ان کی مال ودولت، تہذیب وثقافت، دینی اور روحانی تقالید کی حفاظت ہو اور اس انسانی میراث کی ہلاکت وبربادی ایک قسم کا فساد ہوگا جس کی شریعت اسلامی میں ممانعت آئی ہے اور منطق سلیم جو بین الاقوامی انسانی قانون کی بنیاد ہے اسلامی روح کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔اس لئے اسلامی شریعت اور بین الاقوامی قانون کے درمیان ہمیں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔

داخلی مسلح جنگوں میں ہلاک ہونے والوں کی حفاظت

تمہید اور تقسیم:

قومی مسلح جنگوں کے درمیان ہلاک ہونے کی حمایت سے متعلق یہ بحث تقاضا کرتی ہے کہ پہلے ہم ان جنگوں پر انسان کے بنائے ہوئے بین الاقوامی انسانی قانون کے نفاذ کے دائرہ کار کی وضاحت کریں۔پھر ہم شریعت اسلامی کے احکام بیان کریں، اس لئے یہ باب دو فصلوں پر مشتمل ہوگی۔

داخلی مسلح جنگوں پر بین الاقوامی انسانی قانون کے نفاذ کے حیثیت اور اس کا دائرہ کار۔

اخلی مسلح جنگوں میں انسان کے لئے مقررہ حفاظت کی ضمانت۔

داخلی مسلح جنگوں میں بین الاقوامی انسانی قانون کی حیثیت اور نفاذ کا دائرہ کار

داخلی مسلح جنگوں پر بین الاقوامی انسانی قانون کی حیثیت اور نفاذ کا دائرہ کار: بین الاقوامی انسانی قانون

کے اندر قومی مسلح جنگوں کی حیثیت اور نفاذ کے دائرہ کار سے مراد وہ قواعد ہیں جو جنیوا معاہدات ۱۹۴۹ء اور ۱۹۷۷ء کے تتمہ میں بیان ہوئے۔جنیوا معاہدات ۱۹۴۹ء کے ضمیمہ دوم کی دفعہ نمبرا تطبیق سے متعلق ہے۔یہ وضاحت کرتی ہے کہ یہ قانون تمام ان مسلح جنگوں کا احاطہ کرتا ہے جو ضمیمہ اول (بین الاقوامی جنگوں میں ہلاک شدگان) کی دفعہ نمبرا سے باہر رکھے گئے ہیں اور اس قسم کی داخلی مسلح جنگیں کسی ملک کے کسی حصے میں اس ملک کی فوجوں یا فوج کے کسی منحرف گروپ یا کسی بھی مسلح جماعت کے درمیان واقع ہوا اور اس جماعت نے کسی ذمہ دار قیادت کے تحت اس حصے کے کسی جزو پر اپنا تسلط قائم کیا ہوا ور حتی الامکان مسلسل فوجی کارروائی منظم انداز میں کر رہی ہو اور اس تتمہ (ملحق پروٹوکول) کے نفاذ کی استطاعت رکھتی ہو۔اس دفعہ کا دوسرا فقرہ یہ قرار دیتا ہے کہ یہ تتمہ اضطرابات' تشدد اور داخلی بدامنی مثلاً فتنہ وفساد برپا کرنا' تشدد کرنا وغیرہ جو کہ مسلح جنگ شمار نہیں ہوتا' میں جاری نہ ہوگا۔

اور دوسرے تتمہ کی رو سے اس قانون سے قومی مسلح جنگوں کے تمام افراد بلاامتیاز استفادہ کرسکتے ہیں' جس کی وضاحت مذکورہ دفعہ نمبرا میں کی گئی ہے۔(۲۶) جس طرح بین الاقوامی مسلح جنگوں کے متاثرین بلاامتیاز استفادہ کرسکتے ہیں۔

اور دوسرے تتمے کے احکام میں اس بات پر زور دیا ہے کہ جس ملک کے کسی حصے میں کوئی داخلی یا خارجی معاملات میں مداخلت کرے۔(۲۷) اس طرح ملک کے اقتدار یا قانونی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے حکام قانون نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا ملکی سلامتی کا دفاع کرتے ہیں' میں کسی قسم کی مداخلت کرنا منع ہے۔(۲۸) داخلی جنگ' بین الاقوامی مسلح جنگ میں ان کے اطراف جنگ کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے پھر بھی بین الاقوامی مسلح جنگوں کے احکام جو تتمہ دوم میں بیان ہوئے ہیں' داخلی مسلح جنگوں کے متاثرین پر بھی نافذ ہوتے ہیں۔(۲۹) ان اشیاء کی حفاظت وحمایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسانی مصلحتوں' ان کے مال ودولت' تہذیب وثقافت' دینی اور روحانی تقالید کی حفاظت ہو اور اس انسانی میراث کی ہلاکت وبربادی ایک قسم کا فساد ہوگا جس کی شریعت اسلامی میں ممانعت آئی ہے اور منطق سلیم اسلامی روح کے ساتھ ساتھ چلتی ہے اسی لئے اس مسئلہ میں بھی دونوں قوانین میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اسلامی شریعت کی رو سے داخلی مسلح جنگوں سے متعلق بین الاقوامی انسانی قانون کی حیثیت

داخلی مسلح جنگوں سے متعلق بین الاقوامی انسانی قانون سے مراد اسلامی شریعت کے وہ احکام ہیں جن سے جنگوں کے دوران کسی متاثرہ انسان کے ساتھ انسانیت کا سلوک اور معاملہ کرنے سے متعلق قرآن کریم، سنت نبوی ﷺ اور فقہائے کرام کے اجتہاد سے حاصل کئے گئے احکام مراد ہیں۔

یہ احکام داخلی مسلح جنگوں میں نافذ ہوں گے۔فقہاء شریعت نے اسے قتال اہل البغی والخوارج (بغاوت کرنے والے اور خارجیوں کے ساتھ جنگ) کی اصطلاح سے موسوم کیا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو کسی امام کے خلاف نکلتے ہیں اور جماعت مسلمین کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنی طرف سے کوئی بدعت ایجاد کر کے اس کی پیروی کرتے ہیں اور خوارج اگر چہ باغی ہوتے ہیں لیکن تاریخ اسلامی میں ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو علیؓ ابن ابی طالب (چوتھے خلیفہ راشد) کے خلاف اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے، جب انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ جنگ کا فیصلہ بذریعہ ثالث قبول کرلیا تھا۔یہ لوگ ایک مکان میں جمع ہوئے تھے جس کو حروراء کہا جاتا ہے اور اسی وجہ سے اسے حروریہ کہتے ہیں۔ان میں سے ایک جماعت علیؓ کے پاس آئی، اس وقت علیؓ منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو انہوں نے اسے آواز دی ''لاحکم الا اللہ'' کہ اللہ تعالی کے حکم کے سوا کوئی حکم نہیں۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ان کا یہ کلمہ حق ہے لیکن اس سے باطل مراد ہے۔آپ لوگوں کے ہمارے اوپر تین حقوق ہیں۔ہم آپ لوگوں کو اللہ تعالی کی مسجدوں میں عبادت کرنے سے منع نہیں کریں گے۔(۳۰) جہاں تک ''بغی'' کی اصطلاح کا تعلق ہے تو یہ اصطلاح اہل عدل کے خلاف نکلتی ہے اور اپنی کسی تاویل کی بنیاد پر ان کے ساتھ جنگ کرتی ہے۔وہ اپنے خیال کے مطابق اپنے آپ کو حق پر سمجھتی ہے، اور خود حکومت کا مطالبہ کرتی ہے۔(۳۱) کیونکہ باغی بھی مسلمان قوم ہے۔ان کی اپنی ایک شان وشوکت ہوتی ہے۔اس لئے وہ اپنی تاویل کے مطابق امام کے خلاف نکلتے ہیں جو اس تاویل کو صحیح خیال کرتے ہیں وہ مسلمان حکومت کو ختم کرنے کے لئے اور اپنے مقصد تک پہنچنے کے لئے دوسری قوتوں سے مدد طلب کرتے ہیں جو ان کے مقاصد سے ہمکنار کرائیں۔اس لئے اسلامی حکومت (اہل العدل) ان کے خطرات کے دفاع کے لئے کسی سے مدد طلب نہیں کرتے جس طرح کہ وہ فتنہ وفساد اور مظاہروں وغیرہ کے خلاف اقدامات کرتے ہیں اور حالات یہ تقاضا کرتے ہیں کہ جب باغی اس حد اور شان وشوکت تک پہنچ جاتے ہیں کہ ان کی قیادت ہو اور بعض علاقے ان کے قبضہ میں ہوں، جہاں ان کی حکمرانی ہو تو ان کی

☆اکثر مایخاف لایکون وغالب مایسمع من مکروہ لایقع وفی اللہ کفایة وعندہ رعایة ومنہ العون . ☆

بغاوت کو کچلنے کے لئے فوج تیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(جاری ہے)

حواشی

۱۔شرح النیل ۱۰/۴۱۵ ۲۔دفعہ نمبر ۴۸، پروٹوکول اول سال ۱۹۷۷ء

۳۔دفعہ نمبر ۵۰ حوالا بالا۔ ۴۔دفعات ۶۱، ۶۷، ۷۶، ۷۹ حوالہ بالا۔

۵۔دفعات ۴۹، ۵۱ حوالہ بالا ۶۔دفعہ ۲۷، جنیوا معاہدہ چہارم، سال ۱۹۴۹، دفعہ نمبر ۷۵(۱) پروٹوکول ۱۹۷۷ء

۷۔دفعہ نمبر ۳۳، جنیوا معاہدہ چہارم ۸۔دفعہ نمبر ۵۵(۱) جنیوا معاہدہ چہارم۔

۹۔دفعہ نمبر ۷۰(۱) پروٹوکول اول سل ۱۹۷۷ء ۱۰۔دفعہ نمور ۸(۲) حوالہ بالا، دفعہ نمبر ۱۶(۱)

۱۱۔دفعہ نمبر ۲۶، جنیوا معاہدہ چہارم اور دفعہ نمبر ۴۷ پروٹوکول اول۔ ۱۲۔دفعہ نمبر ۲۵ جنیوا معاہدہ چہارم

۱۳۔السوقی علی الشرح الکبیر ۲/۱۷۶، ۱۷۷، الاحکام السلطانیہ ماوردی، ص ۵۰، ۵۱، ۱۷۰، ۱۷۱، مغنی المحتاج ۴/۱۲۲، المغنی والشرح الکبیر ۱۰/۴۰۰، المبسوط ۱۰/۲۹۵، السیر الکبیر، ص ۱۳۵، الخراج، ابو یوسف ۲۲۱، ۲۱۲۔

۱۴۔سورۃ بقرہ آیت ۱۹۰۔

۱۵۔بلوغ المرام لابن حجر ص ۲۳۶، ۲۳۷، نیل الاوطار ۷/۲۳۰، سبل السلام ۴/۱۳۳۹۔

۱۶۔نیل الاوطار ۷/۲۴۶

۱۷۔حوالہ بالا ۷، ص ۲۴۶، ۲۴۷۔ ۱۸۔فتح الباری ۶/۱۷۳

۱۹۔حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲/۱۷۶۔

۲۰۔المغنی والشرح الکبیر ۱۰/۴۵، ۴۷۰

۲۱۔دفعہ نمبر ۴۵ حوالہ بالا ۲۲۔سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۶۰

۲۳۔سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۲۰۵ ۲۴۔تفسیر ابن کثیر، ۱/۲۴۶، ۲۴۷

۲۵۔موطا امام مالک، ص ۳۶۰ نیل الاوطار ۷/۲۴۹، الرسالہ الخالدۃ عبدالرحمٰن عزام، ۱۹۶۴، ص ۱۱۰، ۱۱۳۔

۲۶۔بین الاقوامی انسانی قانون کے تحت ڈپلومیسی کانفرنس کے اختتامی بیان میں قرارداد نمبر ۲۰ (د۔۴) کے ذریعے یہ مطالعہ کیا گیا ہے۔ (وثائق الرسمیہ للمؤتمر، جلد ۱/۲۱۸)

۲۷۔الخراج، ابو یوسف، ص ۱۴۸، ۱۴۹۔ ۲۸۔دفعہ نمبر ۲(۱) تتمہ دوم سال ۱۹۷۷ء

۲۹۔دفعہ نمبر ۳(۲) حوالہ بالا ۳۰۔دفعہ نمبر ۳(۱) حوالہ بالا

۳۱۔اس کے لئے میری تالیف القانون الدولی الانسانی: دراسۃ مقارنہ بالشریعہ الاسلامیہ طبع دار النہضہ، قاہرہ، ۱۹۹۱ء ص ۱۸۸، ملاحظہ ہو۔

☆لا تجالس البغضاء والثقلاء والحسدة فانهم حمى الروح وهم رحل الكدر وحمل الاحزان.☆